Lesson 1: Al-Maidah (Ayaat 1- 5): Day 4 سُوْرَۃُ المَائدۃ کی تفسیر

۔۔۔۔الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿3﴾

۔۔ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔ (3)

اَب یہاں اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورت بات کہی ہے؛

اللہ تعالیٰ نے دین کا سلسلہ آدمؑ سے شروع کیا تھا۔ باضابطہ طور پر نوحؑ کے دور سے شروع ہوا۔ ہر نبیؑ کی شریعت میں عقائد اور بنیادی باتیں ایک ہی تھیں۔ ہر نبیؑ نے توحید کی بات کی کہ اللہ ایک ہے اور اُسی کی عبادت کی جائے۔ کچھ عرصہ دین یہود کے پاس اور پھر نصاریٰ کے پاس رہا۔ جو اُس دور کے مسلمان تھے۔ لیکن اَب مسلمان اُمّت کے پاس دین آیا۔

اَب اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

یہ آیت عرفہ کے دِن نازل ہوئی۔ اللہ کے نبیﷺ اپنے پہلے اور آخری حج کے دوران جمعے کے دِن عرفہ میں تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی دین مکمل ہو گیا اَب کوئی نبیؑ نہیں آئے گا۔

الْيَوْمَ : سے مُراد وہ خاص دِن نہیں بلکہ وہ خاص دَور ہے۔ یعنی اب اسلام عروج پر آ گیا۔ کفار کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ یہود کو شکست ہو چکی تھی۔ مکہ فتح ہو گیا تھا۔ اب چاروں طرف اسلام کا بول بالا تھا۔

یہ احکام کے متعلق قرآن پاک کی آخری آیت ہے۔اس کے بعد جنّت اور جہنم کی آیات نازل ہوئی تھیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اس دین اسلام کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کامل کر دیا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو اس کا کامل ہونا خود اپنے کلام میں فرما چکا ہے اب یہ رہتی دنیا تک کسی زیادتی کا محتاج نہیں، اسے اللہ نے پورا کیا ہے جو قیامت تک ناقص نہیں ہو گا۔ اس سے اللہ خوش ہے اور کبھی بھی ناخوش ہونے والا نہیں "۔

یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی، اس کے بعد حلال و حرام کا کوئی حکم نہیں اُترا۔ اِس حج سے لوٹ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اس آیت کے نازل ہونے کے 81 دن کے بعد اللہ کے نبی ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

ایک امانت اُمّتِ مسلمہ کے سُپرد کر دی گئی۔

یاد رکھیں کہ ہر دَور کے مسلمانوں (لوگوں) کو مکمل شریعت دی گئی تھی۔ اللہ نے کبھی نامکمل اور اُدھوری شریعت نہیں دی۔ تمام شریعتیں اُس وقت کے تھوڑے لوگوں کے لئے مکمل تھیں۔ لیکن پہلی شریعتیں صرف اُسی دَور کے تقاضے پوری کرتی تھیں۔ اسلام ایک مکمل دین ہے جو آنے والی تمام قوموں، تمام انسانیت کے لئے مکمل ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ ایک یہودی نے فاروق اعظمؓ سے کہا تم جو اس آیت «اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا» (5۔المائدہ:3) کو پڑھتے ہو اگر وہ ہم

یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید منا لیتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" واللہ مجھے علم ہے کہ آیت کس وقت اور کس دن نازل ہوئی، عرفے کے دن جمعہ کی شام کو نازل ہوئی ہے، ہم سب اس وقت میدان عرفہ میں تھے" (صحیح بخاری:3017)

ایک اور روایت میں ہے کہ کعب نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" یہ آیت ہمارے ہاں دوہری عید کے دن نازل ہوئی ہے"۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زبانی اس آیت کی تلاوت سن کر بھی یہودیوں نے یہی کہا تھا کہ جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" ہمارے ہاں تو یہ آیت دوہری عید کے دن اتری ہے، عید کا دن بھی تھا اور جمعہ کا دن بھی"۔(سنن ترمذي:3044، قال الشيخ الألباني:- صحیح)۔

آپ یہاں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میں نے مکمل کر دیا۔ واحد متکلم کا صیغہ ہے۔

دونوں قوموں کا مزاج دیکھیں۔ یہود اور نصاریٰ کا کلچر ہے کہ دن منانے میں لگ جاتے ہیں۔ حکم کی پرواہ نہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ اس آیت پر ہم نے عمل کیسے کرنا ہے اور ہمیں کرنے کے لئے کیا کہا گیا ہے؟ بلکہ کہا کہ ہم اس دِن کو عید مناتے۔ جشن مناتے۔ یادگار بنا لیتے۔

لوگ عام طور پر پیدائش کا دِن، وفات کا دِن، آزادی کا دِن مناتے ہیں۔ آپ اَب یہ دیکھیں۔ کہ اگر ہم دِن منانے میں لگ جائیں۔ تو 25 انبیاء کرامؑ کا تو ہمیں پتا ہے۔ اُن کی زندگی کے اہم واقعات، پھر اللہ کے نبیؐ کے زندگی کے اہم واقعات۔

وہ سب منانے کے لئے سال کے 365 دِن بھی کم ہو جاتے۔ اسلام کا یہ مزاج نہیں ہے کہ یہ والدہ کا دِن اور یہ والد صاحب کا دِن اور یہ سالگرہ کا دن اور یہ ویلنٹائن ڈے۔ اور نہ ہی شب برات منائی جائے یا کوئی برسی منائی جائے۔ ہمیں انسانی پیدائش اور مرنے کو منانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

اسلام انسان کو ابدی خوشی دیتا ہے جس کو پانے کے بعد ہر دِن عید بن جاتا ہے۔۔ اسلام تو انسان کو ایسی خوشی منانے کا حکم دیتا ہے جس میں ربّ کی شکر گزاری کا جذبہ پیدا ہو۔ مثال عید الفطر روزے داروں کے لئے خوشی کا موقع ہے، انعام کا دِن ہے۔۔ عید الاضحیٰ کا دِن قربانی کے جذبے اور ابراہیمؑ کی وفاؤں کو سیکھنے کا دِن ہے۔ عاشورہ کا دِن، رمضان کا آخری عشرہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دِن۔ ہمارے لئے تو یہی دِن کافی ہیں۔

اگر انسان پارٹی اور فنکشن میں مصروف رہے، تحفے خریدتے رہیں۔ دعوتیں ہی دیتے رہیں تو اللہ کے کام کرنے کا وقت کب ملے گا؟ انسان دین کے کاموں میں مصروف رہے تاکہ زندگی با مقصد رہے۔ با مقصد لوگوں کے کام بھی با مقصد ہیں۔

اَکۡمَلۡتُ میں لفظ کمال چھپا ہوا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آج کے دِن تمام حدود و فرائض، احکامات اور آداب مکمل کر دیئے گئے ہیں۔ نہ اب کسی اضافے کی ضرورت ہے نہ کسی کمی کی۔ اَب کوئی نیا حکم نازل نہیں ہو گا۔

دین مکمل ہے۔ دین کی جو باتیں دینی تھی دے دی گئیں۔ اس میں اب کوئی کمی بیشی نہیں ہو گی۔

آج جو دین کے نام پر رسمیں رائج ہیں وہ اللہ کے نبیؐ کے کئی سو سال بعد دین میں اضافے کیے گئے۔ مثال کونڈے کا ختم۔ یہ اللہ کے نبیؐ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت نہیں ہے۔ آپ سب دین کے نام پر رسموں کو خود چیک کر لیں۔ آپ خود نوٹ کرینگے کہ دین میں اضافے لوگوں نے خود کیے ہیں جو گناہ ہیں۔ مثال جب کمرا تعمیر ہو چکا، اَب اُس میں سو اینٹیں اور نہیں لگائی جا سکتیں۔ روٹی پک گئی تو اب اُس کو اور بڑا نہیں کیا جا سکتا۔ جب دین میں ایسے اضافے کیے جائیں تو اصل دین سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔

وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ : یہاں اس سے مُراد دین اسلام کی نعمت ہے۔ اسلام کا غلبہ اور عروج۔ مسلمانوں کو فتح ملنا۔ جاہلیت کی تمام رسوم ختم ہو گئیں۔ تمام مشرکین کو حج سے منع کر دیا گیا۔ صرف مسلمان کو حج کرنے کی سعادت ملتی ہے۔

اللہ نے ہمیں دین اسلام کی نعمت دی۔ ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا کر دیا۔ اس نعمت کی قدر کریں۔ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے خوشی محسوس کریں۔ الحمدُللہ۔

وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ۔ اللہ نے تمہارے لئے مسلمان کا نام پسند کیا۔ تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ کوئی بعد کا رکھا ہوُا نام قبول نہیں ہے۔ پہلے انبیاء کرامؑ بھی دین اسلام پر ہی تھے۔

حج اکبر والے دن جبکہ یہ آیت اتری تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبب دریافت فرمایا تو جواب دیا کہ ہم دین کی تعمیل میں کچھ زیادہ ہی تھے، اب وہ کامل ہو گیا اور دستور یہ ہے کہ کمال کے بعد نقصان شروع ہو جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچ ہے۔

آپ یہ دیکھئے کہ اللہ کے نبیؐ اِس حج اور خطبۃالوداع کے تقریباً 81 دِن بعد وفات پا گئے۔

جب سورۂ نصر نازل ہوئی تو ابو بکرؓ رونے لگے۔ جب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسلام کا مشن پورا ہو گیا۔ اللہ کے نبیؐ کے جانے کے دِن ہیں۔

ہمیں بہت بڑی امانت دے کر گئے ہیں۔ اللہ کا شُکر ادا کریں کہ اللہ نے ہمیں چُن لیا ہے۔ شکر کے سجدے کریں۔ دُعا کریں کہ اللہ ہم سے نیکی کے کام لے۔ ہم سے دین کی خدمت کے کام لے۔ ہم دین کو ویسے ہی آگے تک پہنچائیں جیسے اللہ کے نبیؐ نے ہمیں دیا تھا، نہ کوئی اضافہ ہو اور نہ کوئی کمی۔ انشاءاللہ

فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿3﴾ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالٰی معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔

جب اتنی پابندیاں لگ گئیں تو جو صبر کرے گا تو اللہ اُس کے لئے کوئی راستہ بنا دے گا۔

یعنی اگر کوئی مجبور ہو جائے اور بھوک برداشت نہ ہونے پر کچھ کھالے تو توبہ کرے۔ انشاءاللہ معافی مل جائے گی کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر آگے شکار کے بارے میں آیت ہے؛

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿4﴾

آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے لئے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں، اور جن شکار کھیلنے والے جانوروں کو تم نے سدھار کھا ہے یعنی جنہیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے پس جس شکار کو وہ تمہارے لئے پکڑ کر روک رکھیں تو تم اس سے کھالو اور اس پر اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کر لیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ (4)

صحابہ کرامؓ اس لئے پوچھتے تھے کہ اُس کام سے رُک جائیں، آج ہم اس لئے پوچھتے ہیں کہ کہیں سے کوئی رخصت نکل آئے۔

پچھلی آیت میں حرام چیزوں کا ذِکر آیا تو صحابہ کرامؓ نے یہ سوال کیا۔

"آپ کہہ دیجئے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔۔"کتنا پیارا جواب ہے کہ پاکیزہ چیزیں حلال ہیں؛

1. طیّب بالذات۔ یعنی چیز خود بھی پاکیزہ ہو۔ گلی سڑی نہ ہو۔ حرام نہ ہو۔ خون نہ ہو۔ شراب نہ ہو۔ ایسے اجزاء شامل نہ ہوں جو حرام ہوں۔
2. طیّب بالسبب۔ دوسرا کہ چیز کو حاصل کرنے کے ذرائع حرام نہ ہوں۔ مال حلال استعمال کیا جائے۔ کمائی حلال ہو جس سے چیزیں خریدی جائیں۔

طیب وہ ہے جسے ہر سلیم الطبع شخص پسند کرے۔ یعنی بچّہ دودھ پیتا ہے۔ کیونکہ فطری اور قدرتی طور پر پسند کرتا ہے۔ اُسے کوک پلائیں تو پسند نہیں کرے گا۔ ہم بعد میں بچوں کو دے کر خود عادت ڈال دیتے ہیں۔

کچھ چیزیں دین کے لحاظ سے حرام ہیں اور کچھ اس لئے نہیں کھانی کہ وہ جسم اور معدے کے لئے نقصان دہ ہیں کیونکہ طیّب نہیں ہیں۔ آج کے دَور میں بہت ساری ایسی چیزیں ہمارے کھانوں میں شامل ہو چکی ہیں جو نہ صرف اجزاء کے لحاظ سے جائز نہیں بلکہ جسم اور معدے کے لئے بھی مناسب نہیں اور اُن چیزوں کا ہماری عادات اور رویّوں پر اَثر پڑتا ہے۔

آگے شکار کے طریقے کا ذِکر ہے۔

شکاری جانوروں کے بارے میں سوال ہے۔ کیونکہ اُس دَور میں شکاری کتے اور شکاری باز استعمال کیے جاتے تھے۔

آج ہم یہ طریقے استعمال نہیں کرتے لیکن عرب لوگوں کا مشغلہ اور گوشت حاصل کرنے کا طریقہ یہ تھا۔ کہ وہ شکاری جانور کو سکھایا اور سدھایا کرتے تھے۔ اور کچھ جانوروں میں اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ یہ کام کرسکتے ہیں۔ تو یہ سکھائے ہوئے جانور شکار کر کے اپنے مالک کے پاس لے آتے تھے۔ اس طرح عرب لوگ اپنا گوشت حاصل کرتے تھے اور اپنے مشغلے سے بھی لطف اندوز ہوتے تھے۔ اسی لئے حج کے دنوں میں منع کیا گیا کہ اپنے اس پسندیدہ مشغلے سے باز آجائیں۔ یہ عرب لوگوں کے لئے آزمائش تھی۔

ج رح کے معنی زخم لگانا۔ تو وہ جانور جو زخم لگاتے ہیں۔ یعنی شکاری جانور۔ وہ صرف زخم لگاتے ہیں لیکن کھاتے نہیں ہیں۔

اُس جانور پر اللہ کا نام لے کر ذبح کرو، خون بہادو۔ بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر خون بہا کر پھر کھا سکتے ہیں۔

شکار حلال ہے لیکن چند شرائط ہیں۔

جانور سِدھایا ہوٗا ہو۔ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ٹرینڈ / تربیت یافتہ جانور ہو۔

وہ جانور سیدھا پکڑ کر مالک کے پاس لائے۔ (کھانے کے اَثرات نہ ہوں)۔ خود نہ کھائے۔

اُس شکار پر کسی دوسرے جانور کے دانت کے نشان نہ ہوں۔

اُس جانور کو بھیجنے سے پہلے اُس پر بسم اللہ پڑھا جائے گا۔ (وہ ایسے پکڑ کر لائے گا کہ شکاری جانور مرتا نہیں ہے۔ یعنی کان یا دُم سے پکڑ کر) جب وہ پکڑ کر (زخم لگا کر) لے آئے تو پھر بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا جائے گا، خون نکال کر پھر کھایا جائے گا۔

خود ہی پکڑ کر نہ لایا ہو کیونکہ پھر آپ نے بسم اللہ نہیں پڑھی ہو گی۔

پھر فرمایا گیا کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

جیسے آج کے بچے ویڈیو گیمز کھیلتے ہیں ایسے عرب لوگ شکار کھیلتے تھے۔ اللہ فرماتا ہے کہ شکار میں کھو کر نہ رہ جانا بلکہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ تیر تلوار میں ہی نہ لگے رہنا۔ دین کے دوسرے کاموں پر توجہ دو۔

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿5﴾

پاکیزہ چیزیں آج تمہارے لئے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو، اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہا کہ اعلانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو، منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔ (5)

الْيَوْمَ :یعنی اللہ کے نبیؐ کا دَور۔ جب اسلام غلبے کی حالت میں ہو۔

الطَّيِّبَاتُ : کھانا کھائیں۔ گندے دہی بڑے لے کر نہ کھائیں۔ مکھیوں والی جلیبیاں نہ کھائیں۔ مصنوعی اجزاء سے تیار کی گئی چیزیں نہ کھائیں۔ اپنی صحت کا خیال رکھیں۔

اہلِ کتاب کا کھانا ہم کھاسکتے ہیں وہ ہمارا کھانا کھاسکتے ہیں۔ کونسے اہلِ کتاب ؟

جو اللہ پر ایمان رکھتے ہوں۔ جو خود کو ایتھیسٹ، یا دہریے نہ کہتے ہوں۔ عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا نہ کہتے ہوں۔ یا یہود ایسے نہ ہوں جو عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے ہوں۔ جو اہلِ کتاب شرک کرتے ہوں، اُن کا گوشت یا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

یہاں وَطَعَامُ سے مُراد حلال کھانے ہیں۔ مثال: یہ جائز نہیں کہ میکڈونلڈ کا چکن حلال ہے کیونکہ وہ اہلِ کتاب ہیں۔ سؤر کا گوشت حرام ہو گا۔ شراب حرام ہے۔ مچھلی اگر جانور کے تیل سے بنائی گئی وہ بھی حرام ہو گی۔

اہلِ کتاب کا وہی کھانا حلال ہے جو ہمارے لئے حلال ہو۔

دالیں، سبزیاں، اناج اور حلال چیزیں سب کی کھا سکتے ہیں۔ چاہے اہلِ کتاب ہوں یا غیر مسلم اور مُشرک۔

وہ لوگ بھی مُراد ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اہلِ کتاب ہیں لیکن حلال اور حرام کا خیال نہیں رکھتے۔ جو ہاتھ آئے کھا لیتے ہیں۔ اُن کا کھانا بھی دھیان سے سوچ سمجھ کر کھائیں۔

لیکن وہ نئے مسلمان جن پر آپ کو شک ہو کہ اچھی طرح ذبح کرتے ہیں یا نہیں اگر وہ آپ کو کچھ دیں تو اُن کے کھانے یا ذبیحے پر آپ خود بسم اللہ پڑھ کر کھا لیں۔

جو تو کہہ ہی نہیں رہے کہ ہم نے اسلامی طریقے سے ذبح کیا ہے چاہے وہ غیر مسلم کے سٹور سے لیں، مشرک سے یا مسلمان سے وہ حرام ہے۔ یعنی جو ذبح ہی حلال طریقے سے ہی نہیں ہوئے وہ سب حرام ہیں۔

کچھ ایسے مفتی اور نام کے مسلمان عالموں سے بچ کر رہیں جو سب کچھ حلال کر دیتے ہیں کیونکہ ہم کافروں کے ملک میں رہتے ہیں۔

اگر کوئی دکان یا سٹور والے حلال کہہ کر بیچتے ہیں تو اُن کا ذبیحہ کھالیں۔۔ حدیثِ رسولؐ ہے کہ لوگوں کے ظاہر پر قیاس کرو۔

ہم لوگوں کے چھپے ہوئے معاملات سے واقف نہیں ہیں۔ اس لئے غلط باتیں نہ پھیلائیں۔ بے جا فتنے سے بچیں۔ غلط رائے نہ دیں۔ اس سے ہر وقت کا لڑائی فساد پیدا ہو گا۔ چھوڑ دو جس پر تم کو شک ہو۔۔۔۔

اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو، اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو، منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔

گندی عورت نہ ہو۔ بوائے فرینڈ والی نہ ہوں۔ پاک دامن اہلِ کتاب عورت سے شادی جائز ہے۔ اگر مسلمان ہے لیکن محسنہ نہیں ہے تو پھر بھی سوچ سمجھ لیں۔ پاک دامن اور شریف عورت سے شادی کی جائے۔ وقت مقرّر کے لئے شادی نہ کی جائے۔ بدکاری والے تعلقات نہ ہوں، اصلی شادی ہو۔ چھپی دوستی کرنے والی نہ ہوں۔

نیک اور پاک دامن مرد کے ساتھ نیک عورت کی شادی کریں۔ اگر دونوں پاک دامن نہیں اور نیک نہیں تو شادی کر دیں۔

لیکن اگر کوئی ایک بہت نیک مرد ہو اور عورت نیک ہر پاک دامن نہیں تو مشکل ہو گا۔ اسی طرح اگر لڑکی بہت نیک اور مرد بدکار ہے تو بہت مشکل ہو گا۔ مثال؛ نمازی کے لئے نمازی۔

اس کی تفصیل ہم سورۃ نور میں آگے پڑھیں گے؛

عمرؓ کے دَور میں کچھ مسلمان اہلِ کتاب عورتوں سے شادی کی کوشش کر رہے تھے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ نیک اور مسلمان عورت سے شادی کون کرے گا؟ اور یہ گھروں میں فحاشی لاتی ہیں اس لئے منع کر دیا کہ صرف مجبوری میں جائز ہے۔ کوشش کریں مسلمان عورت سے شادی کریں۔

اگر تو مرد نیک ہے۔ اور عورت کو خیر اور نیکی کی طرف لا سکتا ہے تو پھر جائز ہے وہ بھی صرف اہلِ کتاب سے، لیکن آج کے دور میں تو 90٪ لڑکیاں اپنے آپ کو اہلِ کتاب ہی نہیں کہتیں یا پھر شرک بھی کرتی ہیں۔ کوشش کریں کہ وہ پہلے مسلمان ہو جائے۔ اسلام میں دِل چسپی بھی رکھتی ہو۔

بعض علماء کرامؒ کہتے ہیں کہ اگر تو اسلامی مُلک ہے تو اہلِ کتاب سے نکاح جائز ہے کیونکہ علیحدگی کی صورت میں بچے والد کے پاس آئینگے اور اسلامی طور طریقے سے معاملہ سنبھالا جائے گا۔ لیکن اگر کافر ملک میں رہتے ہیں تو پھر نہ کریں کیونکی طلاق کی سورت میں عورت مسلمان بچے بھی لے جائے گی اور دوسرے ملکی قوانین کے مطابق معاملہ سبنھالا جائے گا۔

شادی اور رشتوں کے لئے پسندیدہ صورت تو یہ ہے کفو ہو۔ یعنی رشتوں میں برابری دیکھی جائے۔ اب اگر ایک لڑکا پہلے ہی ایک کافر لڑکی کے ساتھ رہنے لگا ہے تو اُسے اسلام کی طرف کیسے لائے گا؟

اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے ہیں۔ اُن میں ہمارے لئے رُخصت رکھی گئی ہے۔ یہ کوئی حکم نہیں ہے۔ تقویٰ پر قائم رہنے کی کوشش کی جائے۔پہلے آپ اپنے ایمان کو دیکھیں۔ یہ نہ کہ خود دین پر مضبوط نہیں اور پھر اپنے آپ کو فتنے میں ڈال لے اور اہلِ کتاب عورت کے رنگ میں رنگا جائے۔

اچھا مسلمان ہی کتابی عورت سے نکاح کرے۔ ورنہ ایسی عورتیں بعض اوقات مردوں کو بھی مزید خراب کر سکتی ہیں۔ بعض اوقات اس قسم کی شادی کے بعد گھر میں ہر وقت کفر اور اسلام کی جنگ رہتی ہے۔ میاں بیوی اکٹھے کام نہیں کر سکیں گے۔ نبھا کیسے ہو گا؟ یا پھر یہی ہوتا ہے کہ دین کی پرواہ ہی نہیں کی جاتی۔

ایک ہی دین ہو، ایک ہی سوچ ہو تو آسانی ہو گی اور گُزارہ اچھا ہو گا۔ اور بعض اوقات نئ مسلمان اتنی اچھی مسلمہ بن جاتی ہیں کہ مردوں کو بھی سُدھار دیتی ہیں۔

گھر کا ماحول بہترین رکھیں۔ کاغذی شادی جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے شادی کی شرائط پوری نہیں ہوتیں۔ کوئی بھائی اپنی بہن یا کوئی باپ اپنی بیٹی کے لئے ایسی شادی پسند نہیں کرے گا۔

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛"۔۔۔ منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔(5) "

عام درجے کے مسلمان کو اپنے آپ کو فتنے میں نہیں ڈالنا چاہئیے۔ یہ نہ ہو کہ کتابیہ عورت اُس کو بھی دین اسلام سے دُور کر دے۔

عمرؓ کا دَور حالانکہ اسلام کے عروج کا دَور تھا۔ ایک صحابی حزیفہؓ نے مدائن میں یہودی عورت سے شادی کی تو عمرؓ نے اُن کو خط لکھا کہ اُسے طلاق دے۔ خط میں لکھا کہ یہ جائز عمل ہے لیکن ایسی عورتیں زیادہ تر عفّت والی اور پاک دامن نہیں ہوتیں۔ اور ان کی وجہ سے گھروں میں فحاشی آتی ہے۔

ایک اور صحابیؓ طلحہؓ نے ایک کتابیہ سے نکاح کیا تو عمرؓ نے اُن کو بھی شادی ختم کرنے کا حکم دیا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ کتابیہ عورتوں کو اُن کے حسن و جمال کی وجہ سے ترجیع دینے لگو گے تو مسلمان عورتوں کے لئے اس سے بڑی مصیبت کیا ہو گی۔

عمرؓ خلیفۂ وقت تھے اور لیڈر تھے۔ کسی بھی قوم کے متّقی لیڈر اپنی سوسائٹی کے لئے ایسے فیصلے کرتے ہیں کہ جس سے معاشرے میں خیر اور بھلائی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں پر درگزر فرمائے۔ آمین